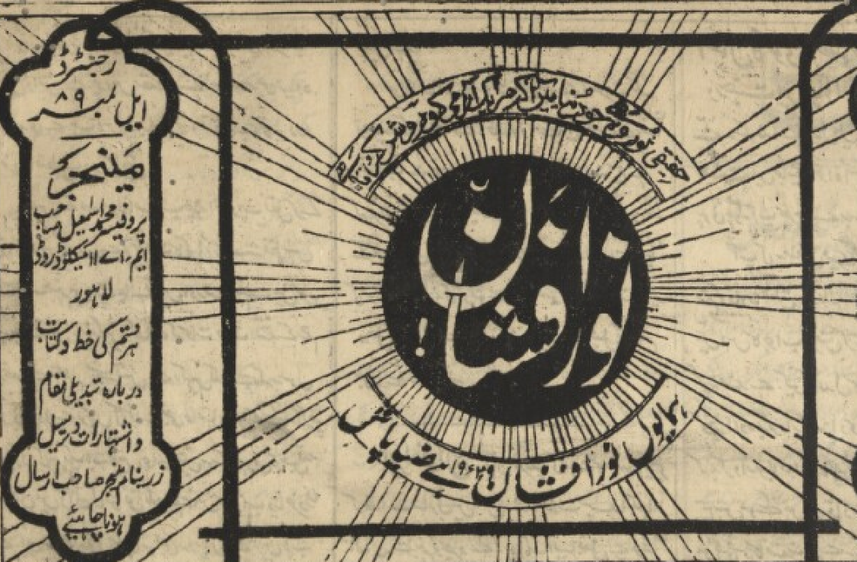




جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۶ اپریل ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۷

شعر و سخن

نماز

(از قلم شوکت رقم عالیجناب منشی کیدار ناتھ صاحب منت)

سوئے مسیح رخ ہو پڑھیں ہم کہیں نماز — بے قبلہ جو نماز پڑھی وہ نہیں نماز
پڑھ لیں بہ رجوعِ قلب جسوقت چاہیں ہم — وقتِ مُعیّنہ پہ مُوقت نہیں نماز
کیا ہے قیام کیا ہی رکوع اور کیا قعود — پڑھتے ہیں سر بہ سجدہ جبیں بر زمیں نماز
اسکی جو اس ادا پہ دل و جاں سے ہو نثار — ہوگی قضا نہ تا بہ دمِ واپسیں نماز
اس چاشنی کی چاٹ جسے پڑ گئی ہے — شکر ہے روزہ قند دعا انگبیں نماز
کچھ وہ کہے تو ہم بھی کہیں کچھ نہیں سنائیں — قربت خدا ہی کی ہے خرد کے قریں نماز
پڑھتے ہیں آدمی تو ادا کرتے ہیں ملک — روئے زمیں سے تا سرِ عرشِ بریں نماز
پاکیزگی سے شرط تن و روح کی بہم — کرتا ہے صرف حسنِ تقدّس حسیں نماز

کی شام سے شروع تو کی ختم تا سحر
منتؔ مسیح پڑھتا تھا اکثر یونہیں نماز

نور افشاں

۲۶ اپریل ۱۹۲۹ء۔ لاہور

نجات از روئے انجیل و قرآن

عالی جناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کپورتھلوی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس مضمون کو جو میرے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہو گیا" کے جواب میں تھا اور جس کا جواب الجواب نور افشاں کے گذشتہ نمبروں میں شائع ہو چکا ہے ناکافی اور کمزور سمجھ کر خود جواب دینے کی کوشش کی جس کی یہ تیسری قسط ہے۔ (ایڈیٹر)

"اس کے بعد مولانا صاحب اس آیت کو نقل کرتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا اور لوگ ہمیشہ مختلف رستوں پر چلتے رہینگے مگر جن پر اللہ رحم کرے اور اسی لئے خدا نے انکو پیدا کیا ہے اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا کہ میں جہنم کو جن و انسان سے ضرور بھر دونگا۔

اس آیت کو پڑھ کر مولانا صاحب کو بڑا اضطراب پیدا ہوا مگر خاکسار اس اضطراب کے دور کرنے کا بہت سہل طریق عرض کئے دیتا ہے۔ جناب رومیوں کے خط

جو سفارہ پاگیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

"اسلام کا نازک زمانہ"

اسلام کے لئے یہ زمانہ بہت نازک ہے۔ ہم ہر روز یہ رونا روتے رہتے ہیں کہ اسلام کو دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ لیکن میرے مسلمان بھائی مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف فرمائینگے اگر میں یہ عرض کروں کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن خود مسلمان ہیں جہانتک کہ رسول کریم کی پاک تعلیم اور اطاعت رسول کا تعلق ہے۔ مذہبی اور سیاسی رہنما اِلّا ماشاء اللہ خود اسلام کے باغی ہیں جب تک وہ اس بغاوت سے تائب نہیں ہونگے یعنی اپنی نفسانی خواہشات اور حیات پر خدائی احکام کی تعمیل کو مقدم نہیں سمجھینگے۔ اس وقت مسلمان اسلام کی دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتے۔" (پیغام صلح مطبوعہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

یہ ہیں مسیح قادیانی کے قدم میمنت لزوم کی برکات جن پر پیغامیوں کو فخر ہے

خاص مضامین

کتب عہد جدید کی صحت پر ایک محققانہ نظر

۲۰

پس یہ نسخہ صحیح ترین اور معتبر ترین تھا۔ کیونکہ وہ ان طوماروں کی پہلی نقل تھا جو انجیل شریف کے مصنفوں کے مقدس ہاتھوں نے لکھے تھے۔ پس چونکہ نسخہ وٹیکن اور نسخہ سینا دونوں ان طوماروں کی پہلی نقل کی نقلیں ہیں لہٰذا یہ نہایت صحیح اور نہایت معتبر ہیں اور ان سے زیادہ معتبر اور صحیح نسخے ملنے کی امید نہیں ہے پس ب متن سے زیادہ صحیح متن اس وقت روئے زمین پر موجود نہیں ہے ÷

قبطی ترجمہ بحیری کے نسخوں میں یہی متن پایا جاتا ہے اور سعیدی ترجمہ میں بھی کہیں کہیں یہ متن ملتا ہے۔ مقدس جیروم نے اپنے لاطینی ترجمہ ولگیٹ کے تیار کرنے میں اسی متن کو استعمال کیا تھا۔ اس متن کو نہ صرف جیروم نے اختیار کیا تھا۔ بلکہ اوریجن جیسا مسلم الثبوت استاد بھی اس متن کے نسخے استعمال کرتا تھا۔ سکندریہ کا کلیمنٹ بھی بعض اوقات اس متن کو دیگر قراتوں پر ترجیح دیتا ہے۔

پس اگر کوئی قرأت ایسی ہو جو الف متن میں پائی جائے لیکن ب متن سے مختلف ہو تو چونکہ ب متن پہلے کی نسبت زیادہ صحیح اور زیادہ قدیم ہے تو ہم ب متن کی قرأت کو ترجیح دینگے۔ بلکہ ڈاکٹر ہورٹ تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی قرأت نسخہ وٹیکن سے اختلاف رکھتی ہو تو گو اس کی حمایت میں بہت سے نسخے ہوں تاہم نسخہ وٹیکن کی قرأت کو ترجیح ہوگی اور اگر نسخہ وٹیکن اور نسخہ سینا دونوں کسی قرأت پر متفق ہوں تو ان دونوں کی شہادت ایسی زبردست ہوگی کہ کوئی دوسرا نسخہ اسکو توڑ نہیں سکتا۔ ڈاکٹر واکس جو بعض امور میں ڈاکٹر ہورٹ کا مخالف ہے اس امر کو تسلیم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نسخہ وٹیکن ہی عہد جدید کا ایک ایسا نسخہ ہے جس میں صحیح ترین اور اصل متن محفوظ ہے۔

سوم۔ ان ہزاروں نسخوں میں سے بعض نسخے ایسے بھی ہیں جو بالعموم ب متن کے ساتھ متفق ہیں۔ لیکن کہیں کہیں ب متن سے اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ ان نسخوں کے متن کو ہم ج متن کے نام سے موسوم کرینگے۔ اس متن کی ابتدا اسکندریہ سے ہوئی۔ اور ب متن سے اس متن کے اختلاف کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سکندریہ علم وفضل کا دار السلطنت تھا اور اس جگہ کے مسیحی علم وفضل میں یگانۂ روزگار تھے۔ لہٰذا ب متن کو اپنے نسخوں میں نقل کرتے وقت انہوں نے اصل یونانی متن (جس میں زبان کے لحاظ سے بعض خامیاں موجود تھیں) میں سے ان خامیوں کو ہٹا کر زبان کو زیادہ صحیح کر دیا۔ لہٰذا اصل یونانی متن کے معلوم کرنے میں یعنی اس متن کے دریافت کرنے میں جو انجیل کے مصنفین نے لکھا تھا اور جس میں وہ خامیاں موجود تھیں۔ یہ متن بہت مدد نہیں دیتا۔

چہارم۔ نسخوں کی آخری قسم کے متن کو ہم د متن کے نام سے موسوم کرینگے۔ اس متن کے نسخے بھی نہایت قدیم ہیں اور ان میں اور دیگر تمام متنوں کے نسخوں میں یہ تمیز ہے کہ ان نسخوں میں چند آیات زیادہ ہیں۔ چند آیات جو دیگر اقسام کے نسخوں میں پائی جاتی ہیں وہ ان نسخوں میں نہیں ملتیں۔ ان نسخوں میں آپس میں بھی بہت اختلاف ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی ایک نسخہ کی نقل نہیں ہیں بلکہ مختلف نسخوں کی نقلیں ہیں۔ لیکن چونکہ اس قسم کے نسخے چند الفاظ وآیات کی موجودگی یا عدم موجودگی پر متفق ہیں۔ لہٰذا ان کو الگ کرکے ان کے متن کا نام د متن رکھ دیا گیا ہے۔

اس متن کے نسخے نہایت قدیم ہیں اور یہی متن دوسری صدی کے پرانے شامی تراجم اور پرانے لاطینی ترجمہ میں پایا جاتا ہے۔ قبطی ترجمۂ سعیدی میں بھی یہی متن ملتا ہے نسخۂ بیزا میں بھی یہی متن محفوظ ہے۔ مختلف ممالک کے قدیم ابتدائی مسیحی مصنفین کی تصنیفات میں بھی یہی متن ہم کو ملتا ہے۔ مثلاً دوسری صدی میں جسٹن شہید ٹیشین۔ مارشین اور آئرنیوس اور دوسری صدی کے آخر میں سکندریہ کا کلیمنٹ اور ٹرٹولین اور تیسری صدی کے شروع میں سپرین اور چوتھی میں شامی مصنفین مثلاً افرے ہیس اور افرائیم وغیرہ اس متن کا استعمال کرتے ہیں۔

اب اگر الف متن کو غیر مستند سمجھ کر چھوڑ دیا جائے تو محققین کے سامنے یہ سوال درپیش ہے کہ کیا ب متن صحیح ترین متن ہے یا د متن زیادہ معتبر ہے۔ ہم نے اوپر دیکھا ہے کہ ب متن نہایت قدیم متن ہے۔ کیونکہ ایسے نسخہ کی نقل ہے جو خود انجیل شریف کے مقدس مصنفین کے طوماروں سے نقل کیا گیا تھا۔ لیکن د متن کی قدامت بھی ظاہر ہے اور مختلف ممالک کے قدیم تراجم اور قدیم مسیحی مصنفین کی کتب اس کی قدامت کے شاہد ہیں۔

برکت اللہ

مراسلات

کلام السلطان سُلطان الکلام یعنی نُور افشاں کی مختصر تاریخ

(از قلم شوکت رقم عالی جناب منشی کیدار ناتھ صاحب منت)

قیاس اس سے ہی ہوسکتا ہے حُسنِ طبع سلطان کا
منور آفتاب آسا ہے چہرۂ نور افشاں کا

کسی شے کی حقیقت نفس الامری تب تک ذہنِ رسا میں نہیں اُتر سکتی جب تک اسکی بنیادی اصل ظاہر نہ ہو۔ اگر ہم نور افشاں کو ایک شگفتہ اور لہلہاتا ہوا باغ مان لیں تو اس کے ساتھ ضرور ہے کہ یہ بھی مان لیں کہ اگر اسکے مندرجہ مضامین شگوفہ و گل ہیں تو مدیر صاحبان طوطی و بلبل۔ اسکی ترتیبی و تدریجی حالات کے نسبت یہ شعر صادق آتا ہے ؎

یہ چمن یونہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بولکر اُڑ جاوینگے

اس اخبار نور بار کی بنیاد ایک مشنری کے ہاتھوں ڈالی گئی۔ یادش بخیر مرحوم و مغفور خُلد مکانی جنت آشیانی ریورنڈ ای۔ ایم ویری صاحب اس کے بانی مبانی تھے۔ پھر جیسا فطرتی طبائع کا دستور ہے یہ اخبار مشنری چال پر رواں ہُوا۔ اس کا لب و لہجہ مشنریانہ تھا۔ میں نے اس اخبار کی اسوقت زیارت کی جب میں بت پرستی اور قبر پرستی کی اندھیناک تاریکی میں سرگرداں اور پریشان تھا اور زیارت بھی دنوں سے نصیب ہوئی۔ جہاں سے اُسکے ہونے کی امید نہ تھی یعنی فرخ آباد میں پُختہ پر ایک مُسلمان جلد ساز کی عنایت سے۔ اسوقت اسکی ضخامت ۲۰×۲۶ کلاں ۸ صفحوں پر محدود تھی۔ عنوان میں نور افشاں بخط عربی لکھا ہُوا تھا۔ اور اسی کے متوازی ذیل میں یہ آیت اپنا نور چمکا رہی تھی۔

حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

اسکی اشاعت کی غایت یہ تھی کہ ظُلمت کدہ پنجاب اور تاریکستان ہندوستان میں خداوند مسیح کی ضیاپاشی ہو۔ اگر میری بھول نہ ہو تو یہ پہلا موقع مجھے اسکے دیدار مسرت آثار کا ۱۸۸۸ء کے قبل دو یا تین برس پیشتر تھا۔ غالبًا اسی کے اثر سے کیا معلوم خدا کو علم ہے۔ میں بھی اُسکی چکاچوند کر دینے والی روشنی سے منور ہوکر جہاں کے نور کے اثر میں آگیا۔ یہاں تک کہ ۱۸۹۹ء دو یا اڑھائی ماہ کے لئے جبکہ سہارنپور سیمنری کی تعطیلات تھیں اسکی ادارت کا فخر مجھے بھی حاصل ہُوا۔ اس وقت بزرگ پادری واعظ مدظلہ کے اسکی ادارت سے سبکدوش ہونے پر میں اس ممتاز خدمت پر مامور ہوگیا۔ اس قلیل عرصہ میں مجھ سے کیا ہوسکتا تھا بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی۔ مگر اتنا کہ جناب پادری ای نیوٹن صاحب سے متقاضی ہوکر ۸ صفحوں کے بجائے ۱۲ صفحہ کرسکا۔ میرے جانشین مرحوم پادری منشی حسن علی صاحب سفیر کی زیر ادارت اس اخبار نے مشنریانہ بھیس بدلا اور دنیائے صحافت میں عدیم المثل ہونے کا ڈنکا بجا دیا۔ غیر مسیحی اخبارات کے مدیران نامی اور ایڈیٹران گرامی بھی مان گئے کہ ان مسیحیوں میں بھی بولنے والے اور کلام میں شکر گھولنے والے موجود ہیں جنکی طلب اللسانی اور عذب البیانی قند مکرر کا مزا رکھتی ہے۔ مرحوم کا جو لفظ تھا کوزہ نبات تھا۔ ہر فقرہ جاذبِ جذبات تھا خیر وہ تو اپنی خدمت انجام دیکر اپنے مخدوم پیارے نجات دہندہ کی گود میں جا پہنچے۔ عرصہ دراز تک پادری جیمل سنگھ اسے چلاتے رہے۔ آپ کا رنگ پادریانہ رہا اور خوب رہا۔ ازاں بعد ہمارے کرم فرما وحید عصر پادری غلام مسیح صاحب ۸ برس تک اسکی اشاعت میں مشغول و مصروف رہے۔ آپ کے فلسفیانہ اور منطقیانہ لب و لہجہ نے جہاں تک ممکن تھا نور افشاں کو چار چاند لگا دیئے۔ اگرچہ آپ اسکی ادارت سے الگ ہوگئے۔ مگر اب بھی گاہے گاہے اپنے مضامین سے اسکے اوراق کو زینت بخشتے رہتے ہیں۔

چھ ماہ کے واسطے منشی فاضل ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے اپنے طرز خاص کی تراوش سے نور افشاں کو وہ فایدہ پہنچایا کہ ہم عرصہ تک اسے ذہن میں رکھینگے۔ آپ نے ہر کہ آمد عمارت نو ساخت پر خوب عمل کیا۔ آخر یہ دور ششماہہ بھی آخر ہُوا۔ اب سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ ؎

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

قسام ازل نے چھپن برس گذر جانے کے بعد اس اخبار کو جناب فضیلت مآب عالم فاضل عربک پروفیسر یادگار مولوی سلطان محمد پال صاحب افغان عربک پروفیسر فورمین کرسچن کالج لاہور مدظلہ کے دستِ مبارک میں سونپ دیا۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

آپ نے نور افشاں کی نہ صرف اندرونی بلکہ بیرونی صورت بھی بدل دی۔ اخبار کھولتے ہی جب اس کے عنوان پر نظر پڑتی ہے یہ مطلع بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔

قیاس اس سے ہی ہوسکتا ہے حُسنِ طبع سلطان کا
منور آفتاب آسا ہے چہرۂ نور افشاں کا

اگر کسی صاحب کو ناگوار نہ گذرے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اب تک نور افشاں کے پاؤں تو تھے۔ اگر نہ ہوتے تو وہ چلتا کیسے۔ مگر سر نہ تھا۔ اگر سر تھا تو چہرہ نہ تھا۔ اگر چہرہ تھا تو اُس پر رونق نہ تھی۔ دہن تھا مگر زبان نہ تھی۔ زبان تھی مگر بولتا نہ تھا۔ اوّل آیت مستند نقط نور افشاں کے ماتحت میں تھی۔ مگر آپ کی جدت طرازی نے اُسے ایک خاص مقام پر چسپاں کردیا۔ یعنی اسکے نور افشاں اور اسکے نیچے مدرج تاریخ بر اے سال رواں۔ چہرہ گول اسکے چاروں طرف روشنی کی شعاعیں۔ اب اندرونی تبدیل ملاحظہ ہو۔ بشرطیکہ اسی فطرتی اصول کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ بفضلہ آپ ازل سے مباحثانہ طبیعت لیکر اس عالم شہود میں موجود ہوئے۔ آپ نے اس کا وہ سکہ جمایا کہ بڑے بڑے معرکوں میں مخالفین کے چہرہ فق ہوجاتے ہیں پس ممکن نہ تھا کہ آپ سنہ ایڈیٹوریل

کی جانب چرچ مشنری سوسائٹی علاقہ سندھ نے خاص توجہ مبذول کی ہے اور اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ جدید اُردو لٹریچر کی بہت سی نایاب چیزیں جلد سندھی زبان میں شائع ہو جائینگی۔

خیراتی شفاخانہ دہلی کی ۹ ویں سالانہ رپورٹ ہمارے زیر نظر ہے۔ جب یہ شفاخانہ سبزی منڈی میں جاری ہوا اسوقت اس حلقہ میں سرکاری یا غیر سرکاری کوئی شفاخانہ نہ تھا۔ سال زیر تنقید میں ۱۳ ہزار مریض آئے جن میں ۱۹۵ کا ہسپتال کے اندر علاج کیا گیا۔ کھانسی کی ۲۰۰ نمونیا کے ۴۰ ملیریا کے ۳۰۰۰ عصباتی امراض ۷۵۴ اور آنکھ اور کان کے ۱۳۰۰ کیس تھے۔ شاخ واقعہ قرول باغ میں ۱۳ ہزار مریضوں کا علاج کیا گیا اوسط روزانہ ۱۲۴ ہے۔ چونکہ شفاخانہ خیراتی ہے۔ لہٰذا پبلک کے عطیات پر اس کا انحصار ہے۔ معطی اصحاب کی فہرست میں اکثریت انگریزوں کی ہے۔ ہندیوں میں ہر ملت وطبقہ کے اصحاب شامل ہیں جنہوں نے ۲۳۴۲ روپیہ دیا۔ ڈاکٹر جاشوا صاحب کی ہمت قابل داد لائق تقلید اور باعث صد رشک ہے جنہوں نے مرقومہ خدمت کا اسقدر بار عظیم تنہا برداشت کر رکھا ہے۔

۲۰ ماہ حال کو کرسچن میوچوال کمپنی لاہور کا جو بیمہ کے لئے تمام ہندوستان میں خاص شہرت اور وقعت حاصل کر چکی ہے۔ سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ رپورٹ کارگذاری پڑھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ واقعی ڈائرکٹران کمپنی نہایت محنت اور تندہی سے بلا معاوضہ وہ خدمت انجام دے رہے ہیں جس سے قوم کی مالی حالت زیادہ مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔ حاضری گذشتہ کئی سالوں کی نسبت بہتر تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے مسیحی خاندانوں میں کفایت شعاری کی عادت ترقی پر ہے۔ ۴ ڈائرکٹروں کی میعاد تقرر ختم ہو گئی تھی لہٰذا اُن کی جگہ حسب ذیل اصحاب کا انتخاب عمل میں آیا (۱) ماسٹر سردار خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مشن سکول لدھیانہ (۲) ر۔ اے صاحب این کے۔ گرجی (۳) مسٹر فضل الٰہی صاحب جہلم (ور (۴) پادری تدیر طالب الدین صاحب بی۔ اے انبالہ۔ یہ تجویز پیش ہو کر بحث کے بعد بکثرت آرا پاس ہوئی کہ ڈائرکٹران (یعنی شرکائے مجلس منتظمہ) میں سے جو ڈائرکٹر متواتر دو متوالی تین اجلاس انتظامیہ میں باوجود باشندہ پنجاب ہونے کے حاضر نہ ہو اور غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ روبروئے مجلس انتظامیہ پیش نہ کرے تو اُس کا عہدہ (یعنی ڈائرکٹر شپ) منسوخ قرار دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ کمپنی نہایت مستحکم بنیادوں پر قائم ہو کر رات دن ترقی کر تی جا رہی ہے عوام کو اس سے تعاون کرنا اور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

عالیجناب پادری قاضی خیر اللہ صاحب کلارک آباد سے امرتسر تبدیل ہو گئے۔ آپ جناب پادری سنی صاحب کی جگہ پاسٹر انچارج اور شہر کے بشارتی کام کے انچارج ہونگے۔ مئی مہینے تک آپ تشریف لیجائینگے

عالیجناب پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے خدا کے فضل سے اب تندرست ہیں۔ آپ نارووال سے بٹالہ تبدیل ہو گئے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد آپ تشریف لے جائینگے۔

۲۰ ماہ حال کو بوقت ۵ بجے شام ایک عظیم الشان ہر دلعزیز مسیحی افسر ڈپٹی فیلبوس صاحب کو الوداع کہنے کے لئے ہولی ٹرنٹی چرچ لاہور میں مجمع ہوا۔ مسٹر ایف نجم الدین صاحب اختر نے ایک دلچسپ اور فرید ایڈریس پڑھی۔ ہر زبان پر ڈپٹی صاحب کی معدلت گستری سادگی اور خوش اخلاقی کا چرچا تھا۔ ایسے نیک۔ انصاف پرور۔ بے لاگ افسر شاید لوگوں کو کچھ عرصہ کے بعد بھول جائیں۔ مگر ڈپٹی فیلبوس صاحب کے اوصاف حمیدہ کی وہ کثرت کہ کیا مسیحی اور کیا غیر مسیحی ان کو عمر بھر فراموش نہیں کر سکتے۔ خدا آپ کو فلک اقبال پر زیادہ رفعت وطلعت بخشے۔ سرکار اور رعایا دونوں کی خوش قسمتی ہے فیلبوس ایسے افسر دنیا میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ لاہور میں سٹی مجسٹریٹ تھے۔ اور اب یہاں سے کلو ضلع کانگڑہ میں تبدیل ہو کر جا رہے ہیں۔

سادھو سندر سنگھ صاحب ۲۰ اپریل سے تبت کے دورہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ اے ناظرین نور افشاں سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ کا ارادہ ہے کہ واپسی پر منگری دلتان کے مقاموں میں چند مقالات پر لکچر دیں۔

لدھیانہ میں بشارتی ہفتہ خوب انتظام سے منایا گیا۔ مستورات کے زنانہ مسیحی میڈیکل کالج کے سٹاف نے مضافات میں خدمت انجام دی۔ اور شہری تبلیغ کے لئے ۲۰ گروہ بنائے گئے۔ موٹر اور لاریوں پر طبلہ ستار اور ہارمونیم بجاتے ہوئے راگ منڈلیاں گشت کرتی رہیں۔ ۳۲۹۴ حصص اناجیل ۷۵ عہدنامہ جدید۔ ۱۶ مکمل بائبل اور ۱۲۰ گیت کی کتاب کے نسخے فروخت کئے گئے۔ اگر تمام مقامات کے مسیحی اس قسم کے تبلیغی جوش سے معمور ہو کر آج نکل پڑیں تو ہندوستان دس سال کے اندر مسیحی ہو سکتا ہے۔

صوبہ برما میں ایم۔ ای مشن کا کام ۱۸۷۹ء میں شروع ہوا۔ اس لئے اس سال کے اختتام پر اس کی زندگی کے پچاس سال ختم ہو جائینگے۔ ایم۔ ای مشن نے پچاس سالہ جوبلی منانے کے لئے ایک وسیع لائحہ عمل (پروگرام) تجویز کیا ہے۔

سن ٹینیل سکول کے جلسہ تقسیم انعامات زیر صدارت جناب جج ایچ ٹامس صاحب منعقد ہوا۔ مسٹر ٹامس اودھ چیف کورٹ کے سرکاری وکیل ہیں جلسہ ہذا میں سکول کے سابق طالب علم اور سابق اوّل مدرس پادری جے۔ آر چیمبر صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی کی تصویر کی رسم نقاب کشائی عمل میں آئی۔

مسز سی ایچ گمنٹز صاحبہ مقیم لاہور کی ہمشیرہ ڈاکٹر ہیلا والٹرز شمال چین سے ہندوستان میں تشریف لا رہی ہیں۔ نانکن میں قومی سلطنت کے قیام سے پیشتر چین میں جو واقعات وحادثات رونما ہوئے ڈاکٹر صاحب ان سب سے بخوبی واقف ہیں۔ کیونکہ آپ وہاں میڈیکل مشنری کی حیثیت سے کام کرتی تھیں۔

مسٹر پُسی فٹ جانسن جو انجمن عالم برائے انسداد شراب کے رکن منتظمہ ہیں۔ ہندوستان کا دورہ ختم کر کے بصرہ کو روانہ ہو گئے۔ آپ کو شاہ امان اللہ نے



اُن میں مکمل طور پر امن قائم ہے۔

علمائے افغان پشاور کا وفد مہمندوں کے علاقے میں

پشاور ۲۳ - اپریل۔ علمائے سرحد کا وفد مہمندوں کے علاقہ میں پہنچ گیا ہے۔ اور حاجی صاحب ترنگ زئی کے ہاں فروکش ہے چنانچہ میں قبائل مہمند کے سرداروں اور علمائے اُس وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا

شملہ میں کفن کھسوٹوں کے کارنامے

شملہ ۲۳ - اپریل۔ بجل پولیس کو ایک نہایت ہی ناخوشگوار معاملہ کی اطلاع ملی۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۹ اپریل کو فرنگیوں کے قدیمی قبرستان میں اس عمارت کے اوپر جسے عرف عام میں ڈوائر بردوری کہتے ہیں۔ کسی نامعلوم شخص نے قبر کھودنے کی واردات کی۔ اس قبر پر تعویذ لگا ہُوا تھا ملزم نے اُسے کھودنے کے بعد تابوت کے اندر کی اشیا بکھیر دیں۔ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص ملزم کے متعلق کوئی سراغ بتائیگا اسے انعام دیا جائیگا۔ اس قبرستان کی ابتدا ۱۸۵۰ء سے ہے۔

بچّہ سقہ کے ساتھ وردگوں کے معرکے

پشاور۔ ۲۳ اپریل۔ وردگوں کے ہاتھوں پہلی شکست کھانے کے بعد بچہ سقہ بذات خود ایک جرار فوج لیکر انکے مقابلہ کو نکلا چونکہ وردگ بہت آگے پیشقدمی کر چکے تھے اس لئے سقہ شاہی فوج کے درمیان میں حائل ہوجانے کی وجہ سے ان کا سلسلہ اپنے علاقہ سے منقطع ہو گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہیں شکست اٹھانی پڑی اور بچہ سقہ نے اُن کے رہنما عبدالکریم خاں کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد بچہ سقہ نے وردگوں پر زبردست فوج کے ساتھ مقابلہ کیا مگر شکست فاش کھائی اور وردگوں نے اُس کے باپ کو قید کرلیا۔ اب وردگ بچہ سقہ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر تم اپنے باپ کو چھڑانا چاہتے ہو تو پہلے ہمارے رہنما عبدالکریم خاں اور ہمارے جری جرنیل عبداللہ کو بطور تبادلہ رہا کردو جب یہ دونوں وردگ ہمارے ہاں پہنچ جائینگے تو ہم تمہارے باپ کو چھوڑ دینگے۔ بچہ سقہ نے اپنے باپ کے بدلے عبدالکریم خاں کو رہا کر دینے پر تو آمادہ ہے مگر وہ عبداللہ خاں کو چھوڑنا نہیں چاہتا گفت وشنید جاری ہے

راجپال کے قتل کا مقدمہ

لاہور ۲۳ - اپریل۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مسٹر محمد حسین بیرسٹر نے ایک شخص فتح دین کی ضمانت کی درخواست مسٹر لویس کی عدالت میں دے رکھی ہے۔ جس میں اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ اُس کا ڈاکٹری معائنہ کرایا جائے۔ ملزم مذکور کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اُسے پولیس نے راجپال کے قتل کی اعانت کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ عدالت نے پولیس سے کاغذات طلب کئے ہیں۔ آج پولیس نے عدالت کو اطلاع دی ہے کہ پولیس کی مہلت کل ختم ہوجائیگی اور اسے حسب ضابطہ عدالت مذکور کے روبرو پیش کیا جائیگا۔

اسمبلی کے حادثہ بم کی تحقیقات

نیو دہلی - ۲۳ اپریل۔ اسمبلی کے حادثہ بم کی تحقیقات کے متعلق معلوم ہُوا ہے کہ پولیس تفتیش کو مکمل کر رہی ہے۔ اُس نے اب تک جو مہلت لی تھی وہ ۲۴ اپریل کو ختم ہو جائیگی۔ اس کے بعد وہ ملزمین کو اپنی نگرانی میں رکھنے کے لئے مزید مہلت طلب کریگی۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہُوا ہے کہ پولیس نے ہنوز کسی ملزم کا چالان نہیں کیا تاہم معلوم ہُوا ہے کہ مقدمہ کی سماعت اوائل ماہ مئی میں شروع ہو جائیگی +

چوروں کی ٹولی کی گرفتاری

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ چوروں کے ایک زبردست گروہ کے چندرہ ارکان گرفتار کرلئے گئے۔ ان میں دو عورتیں بھی ہیں۔ یہ گروہ مدت سے کلکتہ میں نقب زنی کی وارداتیں کر رہا ہے۔ گرفتار شدہ ارکان سے سونے چاندی کے پیالے اور دیگر برتن برآمد ہوئے۔

خواتین بنگال کا شوق پرواز

کلکتہ ۲۳ اپریل بنگال میں طیارہ رانی کا کلب کھل چکا ہے عورتیں پرواز کی مشق کرنے لگی ہیں شوق پرواز یورپین اور بنگالی خواتین میں برابر پایا جاتا ہے +

بقیہ مراسلات

مرکزیت برائے محمدیت

(از قلم شوکت رقم جناب منشی کیدار ناتھ صاحب حق)

آنحضرت کی کثیر الازدواجی کی معذرت میں جناب فضیلت مآب حکم چند کمار بی۔ اے ایڈیٹر ستارہ صبح کانپور نے کیا خوب فرمایا ہے کہ (جلد نمبر ۲ نمبر ۱۱ بابت جنوری ۱۹۲۹ء) غرضیکہ دو ایک نکاح کو چھوڑ کر باقی جسقدر نکاح آنحضرت نے کئے تھے وہ یا تو اسوجہ سے تھے کہ ان بیوگان کا شوہر اسلام کی خاطر طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائی تھیں سوائے ذات خدا اور کوئی ہاتھ پکڑنے والا دنیا میں نہ تھا۔ (آپ کا یہ ایک بوسیدہ عذر ہے اگر آنحضرت چاہتے تو اور طرح سے بھی اُن کے لئے انتظام فرما سکتے تھے۔

دوسری راہ محمدیت کی مرکزیت قائم کرنے کو آپ نے جو اختیار کی وہ یہ ہے

قرآن ہر قوم میں نبوت کو تسلیم کرتا ہے

اس خام خیال کو پختا کرنے کو اس سے اوپر ایک چھوٹی سی تمہید رقم فرماتے ہیں اس عبارت کم سے کم یہ یورپ کی تحقیق ہے ممکن ہے کہ ان کو دنیا کے کسی مذہب میں خدا کا وجود نہ ملے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کلیہ پہلے سے بنا لیا ہے کہ صرف بنی اسرائیل ہی کو خدا شناسی کا پتہ حاصل تھا (یہ اہل یورپ نے کلیہ نہیں بنا لیا ہے بلکہ پاک کلام کے خط بنام افسیوں باب ۲ آیت ۱۲ نے بنا لیا ہے جسکی تصدیق قرآن مجید کر چکا مگر آپ کو خبر نہیں کیا لکھا ہے۔ اگلے زمانہ میں مسیح سے جُدا اور اسرائیل کی سلطنت سے خارج اور وعدوں کے عہدوں سے ناواقف ناامید اور دنیا میں خدا سے علیحدہ تھے) اگر قرآن ہر قوم میں نبوت تسلیم کرتا ہے۔ (یہ مرکزیت اس لئے قائم کی ہے کہ اگر کوئی خدا پرست آنجناب سے پوچھ بیٹھے کہ جناب نبوت تو صرف بنی اسرائیل میں ہی محدود ہو گئی تو ایک عربی شخص یعنے آنحضرت صلعم کیسے نبی ہو سکتے ہیں تو آپ یہی جواب دیدیں کہ واہ خدا نے تو ہر قوم میں نبی بھیجے ہیں عرب میں کیوں نہ بھیجتا۔ ہمارے خیال میں یہ بنائے فاسد علے الفاسد ہے یعنے ابھی تک یہ تو ثابت ہی نہیں ہُوا کہ خدا نے ہر قوم میں نبی بھیجے اس اصل پر یہ فرع کیسے متفرع ہو سکتی ہے کہ آنحضرت بھی عربی نبی ہیں۔ لیکن بفرض محال ہم مان بھی لیں کہ آپ سچ کہتے ہیں تو اس کا جواب کیا ہوگا کہ کیا آنحضرت سے قبل عرب میں کوئی نبی موجود نہ تھا۔ ضرور ہوگا۔ پس یوں بھی آنحضرت نبی نہیں ہو سکتے۔ اب ہم یہ بھی پاک کلام سے ثابت کئے دیتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل سے باہر بجز تاریکی ناامیدی کے اور کچھ نہ تھا۔ مقدس پولوس رسول فرماتا ہے۔ وہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے انہیں کے ہیں۔ اور قوم کے بزرگ اُنہیں کے ہوئے ہیں اور جسم کی رُو سے مسیح بھی اُنہیں میں سے ہوا جو سب کے اوپر اور ابد تک خدا ئے محمود ہے آمین (رومی ۹ باب ۴ و ۵) اور اسکی قرآن مجید بھی تصدیق کر چکا ہے) آپ فرماتے ہیں کہ رومیوں اور یونانیوں کے بارے میں تو پتہ نہیں چل سکتا رہم تیاد نگے گھبر لیئے نہیں) کیونکہ مسیحیت نے خود غرضی سے اُنکی اصل کو دنیا سے مفقود کر دیا (کیا مفقود کر دیا اُن کے پاس تھا ہی کیا یہی بت پرستی) تاکہ مسیحیت کا ستارہ تاریکی میں زیادہ روشن نظر آئے (حقیقت تو یہی ہے لیکن جن کتب کی قرآن مقدس تصدیق کر چکا ان کے خلاف طنزاً یہ کہنا کہ اُن کا ستارہ تاریکی میں زیادہ روشن نظر آئے کسی موحد مسلمان کو زیبا نہیں۔ آپ کے خیال میں رومیوں اور یونانیوں میں روشنی تھی۔ اگر وہ رہتی تو مسیحیت کا ستارہ کیسے چمک سکتا یا روشن نظر آتا۔ یہ آپ کا مبلغ ایمان و اسلام ہے۔ اسکی نسبت بھی ہم آپ کو پاک کلام سے سُنوائے دیتے ہیں۔ ذرا یہ بھی کہہ لیجئے۔ اگر مشرق کے مذاہب میں نبوت کے خیالات فروتر ہیں (خدا کا غضب اُن آدمیوں کی تمام بیدینی اور ناراستی پر آسمان سے ظاہر ہوتا جو حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہے۔ . . .

اگرچہ اُنہوں نے خدا کو جانا یعنی ضمیر سے۔ یہاں نبی کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اسکی خدائی کے لائق اسکی بڑائی اور شکر گزاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ . .

غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑوں مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا۔ (رومی ۱ باب ۱۸-۲۳ تک) اسی کے ساتھ اسلامیوں کی قبر پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ بھی ملا لیجئے۔ کہ باوجودیکہ قرآن میں اسکی ممانعت بھی ہے۔ جیسا کسی مسلمان شاعر نے کہا ہے ؎

اگر قرآن کو سچ جانتے ہو
تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو
خدا فرما چکا قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر

کہتے ہیں کہ جب ایک غریب کلاونتی نے بادشاہ اکبر کو بعد نماز ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے دیکھا تو اُس نے پوچھا کہ آپ ہاتھ اُٹھا کر کیا کہہ رہے تھے۔ شہنشاہ نے جواب دیا کہ اللہ سے دعا کرتا تھا اور زندگی کی کل ضروریات مانگ رہا تھا۔ تب وہ بولا کہ میں تو تجھے تونگر بادشاہ جانکر کچھ مانگنے آیا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ تو خود محتاج ہے یہ کہکر بے نیل مرام اپنے گھر کو واپس گیا اور بادشاہ سے ایک کوڑی تک نہ لی بعض کا یہ جواب دینا کہ ہم سلاطین وغیرہ سے تھوڑے سے ہی مانگتے ہیں بلکہ اُنکی سفارش چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں یہ اور بھی بیوقوفی ہے۔ جبکہ قرآن مجید انکو خود محتاج اُنتا ہے وہ پہلے اپنے لئے تو مانگ لیں۔ پر خود درماندہ شفاعت کس کی کریں (اس کے آگے آپ چند بت پرست اقوام میں ایک خدا کے خیال کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس سے تو ہم کو انکار ہی نہیں۔ جیسا کہ ہم قبل انیں پاک کلام سے ثابت بھی کر چکے ہیں کہ ضمیر کی ہدایت سے یہ خدا کا خیال اُن میں پایا گیا۔ اُسکے واسطے نبی کی ضرورت نہ تھی۔ جو آپ آئندہ سطور میں اس طرح گوہر ریزی فرماتے ہیں۔

پس قرآن کا یہ اصول لِکُلِّ اُمَّۃٍ رسول وغیرہ یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجا ہے ہمارے خیال میں بہت ہی مُضر اور غیر مفید ہے۔ اس سے کل مذاہب جو اب تک دنیا میں معلوم ہو چکے ہیں حق پر ثابت ہوتے